O

گمان و ظن سے ذرا اب جدا کیا جائے
مجھے شعورِ حقیقت عطا کیا جائے

نفَس نفَس پہ جو بیتی ہے مت کہے پھر بھی
کسی کی آنکھ کے موتی کا کیا کِیا جائے

میں اپنی روح کو ڈھونڈوں کہ اِس بدن کو جیوں
کہ کوئی طور تو اپنا بھلا کیا جائے

https://emad-ahmad.com/

تمام عمر اداسی کو تیرا نام دیا
سو اب کی بار بہانہ نیا کیا جائے

اگرچہ سامنے مقتل تھا پَر دلِ مضطر
یہ کہہ رہا تھا کہ رستہ کھُلا کیا جائے

مری اداس نگاہیں ترے وجود پہ تھیں
تجھے خبر نہ ہوئی اس کا کیا ﮐِیا جائے

مجھے یہ چاہ کہ تو اپنی زیست آپ جیے
تجھے یہ فکر کہ وعدہ وفا کیا جائے

میں زندگی کی اسیری میں سوچتا ہوں عماد
بدن کو روح سے کیسے جدا کیا جائے

https://emad-ahmad.com/